۵۳

مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے

(فرمودہ ۶/ جولائی ۱۹۲۸ء بمقام ڈلہوزی)

تشہد ' تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے حسب ذیل آیت پڑھی۔
یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ (نساء ۱۷۵) اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سی آیت میں جو میں نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پڑھی ہے ایک ایسا قانون اور ایسا گر مسلمانوں کو بتایا ہے جس کے ذریعہ سے وہ دنیا کی ساری قوموں سے افضل ہو سکتے ہیں اور ان پر غالب آسکتے ہیں۔ یہ آیت قرآن شریف کے متعلق ہے کہ اے لوگو تمہارے پاس برہان آگیا ہے۔ برہان کے معنی دلیل اور حجت کے ہوتے ہیں۔ دلیل اور حجت ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ کسی چیز کی صداقت کا پتہ لگتا ہے۔ کوئی بات بھی دنیا میں ایسی نہیں جو بغیر دلیل یا حجت کے مانی جائے۔ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر بات کے لئے دلیل تلاش کرتا ہے خواہ وہ دلیل عقلی ہو یا مشاہدہ کی۔ یعنی یا تو یہ چاہتا ہے کہ اس کو عقل سے ثابت کر دیا جائے اور یا پھر اس کو دکھا دیا جائے۔ پھر وہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں سمجھتا مثلاً کسی کے لئے دن ثابت کرنے کے دو ہی طریقے ہیں (۱) کہ اس کو دکھا دیا جائے کہ سورج چڑھا ہوا ہے (۲) اگر ہم اس کو سورج چڑھا ہؤا نہیں دکھا سکتے تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو روشنی دکھائیں۔ تو دلیلیں دو ہی طرح کی ہوتی ہیں یا تو وہ چیز دکھا دی جائے یا پھر علامتیں بتادی جائیں۔

پس اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلیل آگئی ہے۔ برہان تبرہن سے نکلا ہے جو چیز روشن ہو اور شبہ سے خالی ہو پس قرآن کریم کے متعلق فرمایا کہ وہ ایسی دلیل ہے ایسا کھلا ہؤا نشان ہے کہ دشمن کے آگے جب اس کو پیش کیا جائے تو وہ انکار نہیں کر سکتا۔ پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو ایسی واضح دلیل قرار دیا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا اور ایسی روشن چیز ہے کہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن واقعی ایسا ہے تو غور کرو کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں کس قدر عظیم الشان ہتھیار آگیا کہ جس کا مقابلہ دوسری قومیں نہیں کر سکتیں جب دوسری قومیں اس کا مقابلہ نہ کر سکیں تو پھر مسلمانوں کے غلبہ اور افضل ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔

مگر افسوس کہ مسلمان جن کی کتاب نے دعویٰ کیا تھا کہ میں واضح دلیل اور روشن برہان ہو کر آئی ہوں وہ مسلمان کہتے ہیں کہ کسی بات کیلئے دلیل اور حجت مانگنا کفر ہے۔ جب قرآن ایک بات کہتا ہے تو پھر دلیل اور حجت کیسی؟ میرے ایک عزیز وائسرائے کے لائبریرین ہیں۔ وہ ایک دفعہ قادیان آئے تو میں نے ان سے مذہبی باتیں شروع کیں۔ میری باتوں کے جواب میں جو کچھ انہوں نے کہا اس سے میں سمجھا کہ وہ اپنے دلائل سے ناواقف تھے کیونکہ میں نے ان کو دیکھا کہ میری تمام باتوں کی تصدیق کرتے جاتے تھے اور ہاں کرتے جاتے تھے۔ گو وہ باتیں معقولیت کے لحاظ سے بھی قابل تسلیم تھیں مگر دراصل وہ جس خیال کے تھے ان کے ہم خیال مسلمان ان کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا آپ ان باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ باتیں سب صحیح ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ باقی مسلمان ان باتوں کو صحیح نہیں سمجھتے اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے معقول ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق کی تھی۔ باقی اصل بات یہ ہے کہ جب میں مدرسہ میں پڑھتا تھا تو میرا ایک استاد آریہ تھا جو اسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب تھے میں نے ایک دن ان کے سامنے آریہ کے اعتراضات پیش کئے اور کہا کہ آپ بتایئے کہ میں ان اعتراضات کے کیا جواب دوں؟ ان کے سامنے میرا وہ باتیں پیش کرنا تھا کہ انہوں نے مجھے بے اختیار گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا تم بے دین کافر ہو گئے ہو۔ تم آریہ خیالات کے ہو گئے ہو۔ میں تمہارے والد کو کہہ کر مدرسہ میں پڑھنے سے رکوا دوں گا۔ اس وقت گو میں ابھی بچہ تھا مگر اتنی سمجھ تھی کہ اگر پڑھائی بند ہو گئی تو عمر برباد ہو جائے گی اس لئے میں نے عہد کیا کہ کبھی کوئی مذہب کے متعلق بات کسی مولوی صاحب سے نہیں

پوچھوں گا۔ اس وجہ سے مجھے مذہب کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے۔ یہی حالت اور مسلمانوں کی بھی ہے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اسلام کے بانی تھے اور قرآن الہامی کتاب ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے اور نہ انہیں رسول کریم ﷺ کی صداقت اور قرآن کریم کے الہامی ہونے کے دلائل معلوم ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمان مذہب سے بے زار ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جس مذہب کی باتیں زور سے منوائی جاتی ہیں نہ کہ دلائل سے وہ جھوٹا ہی ہو گا۔ اگر اس کی باتیں سچی ہوں تو ان کی صداقت کی دلیل کیوں نہ دی جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تاجر جس کے پاس اچھا مال ہوتا ہے وہ اپنے مال کو نکال کر سامنے رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے اسے دیکھ کر پسند کر لو لیکن جس تاجر کے پاس خراب چیز ہو اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ خریدار بغیر دیکھے بھالے خرید لے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے خریدار کو مطمئن کرنا چاہتا ہے کہ میں جو کہتا ہوں یہ بہت عمدہ چیز ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اس وقت اسلام کو اسی صورت میں پیش کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اسلام کو اپنی نظر میں بھی اور دوسروں کی نظر میں بھی حقیر بنایا جائے حالانکہ صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو کہتی ہے کہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ قرآن کے سوا نہ یہ دعویٰ انجیل کرتی ہے نہ وید نہ کوئی اور ایسی کتاب جسے الہامی اور مذہبی کہا جاتا ہے۔ صرف قرآن ہی ہے جو کہتا ہے

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء : ۱۷۵)

کہ قرآن ایسی کتاب ہے جو دلائل رکھتی ہے۔ یہ کہنا کہ جب قرآن خدا کا کلام ہے تو پھر جو کچھ وہ کہے اسے مان لینا چاہئے اس کیلئے دلائل کی کیا ضرورت ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی تو ہیں کہ جو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتے ان کو منوانے کیلئے دلائل کی ضرورت ہے اور دلائل بھی عقلی۔ اس آیت میں عقلی دلائل کا ہی ذکر ہے۔ اور اسی آیت سے یہ ثابت ہے کہ دلیل کے معنی عقلی دلیل کے ہیں نہ یہ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے اس لئے مان لینا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ۔ اے لوگو! تمہارے لئے دلیل آگئی ہے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اے مؤمنو! بلکہ اے لوگو فرمایا ہے۔ یعنی صرف ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا جو ایمان لے آئے اور جو قرآن کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں بلکہ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں غرض کہ دنیا کے تمام انسانوں کو مخاطب کیا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے قرآن کی وحی ایک مسلمان کیلئے حجت ہو سکتی ہے مگر ہندو کیلئے یا عیسائی کیلئے یا یہودی کیلئے یہ کافی

نہیں کہ کہہ دیا جائے قرآن خدا کا کلام ہے اس لئے جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے مان لینا چاہئے بلکہ اس کیلئے عقلی دلائل کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کہہ کر بتایا ہے کہ اس کے مخاطب عیسائی' یہودی' ہندو سب لوگ ہیں جو قرآن کی وحی کو تسلیم نہیں کرتے ان لوگوں کو مخاطب کر کے جب دلیل کا ذکر کیا گیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا مطلب عقلی دلیل ہے۔ پس فرمایا اے لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آئی ہے یعنی قرآن جو باتیں پیش کرتا ہے ان کی صداقت میں عقلی دلائل بھی دیتا ہے۔ یہ کسی اور کتاب کا نہ دعویٰ ہے اور نہ وہ اپنے اندر عقلی دلائل رکھتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے مسلمان ہی دلائل سے غافل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن میں یہ بات لکھی ہے اس لئے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہم ایسا ہی مانتے ہیں۔ اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کے ماں باپ چونکہ اسلام میں داخل تھے اس لئے وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں ورنہ خود انہیں پتہ نہیں کہ اسلام کیا ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان قرآن پر اس لئے ایمان رکھتا ہے کہ اس کے ماں باپ کا اس پر ایمان تھا اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اس بات کا مستحق سمجھتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرے تو ایک ہندو بھی تو اسی طرح ہندو مذہب کا قائل ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ چونکہ ہندو تھے اس لئے وہ بھی ہندو کہلاتا ہے پھر وہ کیوں نجات کا مستحق نہیں۔ اسی طرح عیسائی بھی جن عقائد کا پابند ہے وہ اسے ماں باپ سے ورثہ میں حاصل ہوئے وہ بھی نجات کا مستحق ہونا چاہئے۔ کیا وجہ ہے کہ مسلمان چونکہ قرآن کو اس لئے مانتے ہیں کہ ان کے ماں باپ قرآن کو مانتے تھے وہ تو جنت میں چلے جائیں لیکن ہندو جو انہی کی طرح اپنے ماں باپ کے عقائد کے پابند ہوں وہ نہ جائیں۔ اگر مسلمان صرف اس لئے نجات پاسکتے ہیں کہ وہ قرآن کو اس وجہ سے مانتے ہیں کہ ان کے ماں باپ مانتے تھے تو ہندو بھی اس بات کے مستحق ہوں گے کہ نجات پائیں کیونکہ ان کے ماں باپ کا جو مذہب تھا وہی ان کا ہے۔ جس طرح ایسے مسلمان کا مذہب ورثہ کا مذہب ہے اسی طرح ہندو کا بھی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو فطرت پر پیدا ہوتا ہے آگے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔[۱] آج کل کے مسلمانوں کو مدنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ انہیں بھی ماں باپ مسلمان بناتے ہیں ورنہ حقیقت میں انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ اسلام کیا ہے۔ اصلی مسلمان بننے کیلئے ضروری ہے کہ جو کچھ وہ مانتا ہو دلیل کے ساتھ مانے۔ یعنی اس کی صداقت کے دلائل سے آگاہ ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ

كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ (محمد ۱۵) یعنی کیا وہ جسے خدا کی طرف سے دلیلیں ملیں وہ اور جو ماں باپ کی مانی ہوئی باتوں کو بغیر دلیل مان رہا ہو برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ یہ مؤمن کی شان بیان فرمائی کہ وہ جو کچھ مانتا ہے اس کے دلائل جانتا ہے۔ پس کوئی شخص خواہ اسلام کے متعلق کتنا جوش ظاہر کرے اپنے آپ کو کتنا اسلام کا شیدائی بتائے اگر وہ اسلام کی صداقت کے دلائل نہیں جانتا تو اس کے ایمان کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ تم کس وجہ سے ایمان لائے تھے تمہارے پاس اسلام کے سچے ہونے کا کیا ثبوت تھا۔ اگر کچھ نہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی خدائی پر ایمان لانا اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کا قائل ہونا کافی نہ ہوگا۔

تو قرآن کریم جو کچھ بیان کرتا ہے اس کے دلائل بھی رکھتا ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا مطالعہ کرے۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول کریم ﷺ کی صداقت کے تمہارے پاس کیا دلائل ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں دلیل تو ہمارے پاس کوئی نہیں لیکن اگر رسول کریم ﷺ کے خلاف کوئی بات کہے تو اس سے لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مجھے یاد ہے جب میں حج کے لئے گیا تو مظفر نگر کے رہنے والے ایک بوڑھے آدمی عبدالوہاب بھی حج کے لئے جا رہے تھے شاید وہ وہاں ہی فوت ہو گئے۔ میرے نانا صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ اس شخص سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں تو ان کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ کچھ دن پاس رہنے کے بعد میں نے دیکھا کہ انہیں مذہب کا کچھ پتہ نہیں۔ ان دنوں مدینہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی وہ مدینہ جانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ ایسے موقع پر آپ نہ جائیں کہنے لگے میں ضرور جاؤں گا خواہ کچھ ہو۔ میں نے کہا آپ کے جانے کی کیا غرض ہے اگر ثواب کی نیت سے جاتے ہو تو شریعت کا حکم ہے کہ جہاں وبا پھیلی ہو وہاں نہ جاؤ اس پر آپ کو عمل کرنا چاہئے۔ کہنے لگے بات یہ ہے میرے بیٹوں نے مجھے کہا تھا وہاں ضرور جانا اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا آپ کو پتہ ہے وہاں کیا ہے کہنے لگے مجھے یہ تو پتہ نہیں اس پر مجھے خیال آیا جب یہ اس سے خود ناواقف ہیں تو ان کی مذہبی حالت کا پتہ لگاؤں۔ میں نے پوچھا آپ کا مذہب کیا ہے اس سے میری مراد یہ تھی کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کہنے لگے مجھے پتہ نہیں گھر جا کر ملاں سے پوچھ کر آپ کو بتا دوں گا۔ میں نے کہا آپ حج کے لئے جا رہے ہیں مگر اتنا بھی نہیں جانتے کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ کہنے لگے اچھا پھر مجھے سوچ لینے

دیجئے۔ آخر سوچ سوچ کر کہنے لگے میرا مذہب ہے علیہ۔ میں نے کہا میاں عبدالوہاب صاحب علیہ کیا چیز ہوتی ہے۔ سوچ سوچ کر کہنے لگے میرا مذہب ہے اعظم علیہ اس سے ان کی مراد امام اعظم علیہ الرحمتہ تھی۔ یہ ان کی مذہبی واقفیت تھی جو جج کے لئے گئے تھے۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم دلائل کو چھوڑ دیتی ہے اور مذہب کو ورثہ کا مذہب بنا لیتی ہے تو پھر وہ تنزل اور تباہی کی طرف چلی جاتی ہے کیونکہ جب لوگ دلیل پر غور نہیں کرتے تو ان کے ذہن کند ہو جاتے ہیں پھر ان کی اولاد کے ذہن ان سے زیادہ کند ہوتے ہیں آگے ان کی اولاد کے ان سے زیادہ کند حتیٰ کہ حیوانوں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہتا لیکن جو لوگ دلائل پر غور کرتے ہیں ان کے ذہن ترقی کرتے جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو ہم دیکھتے ہیں بالکل اَن پڑھ تھے لیکن جب کسی سے گفتگو کرتے تو ایسے دلائل دیتے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ وہ جو اُمی اور اَن پڑھ تھے وہ چونکہ دلائل سے واقف تھے اس لئے اسلام کی حقیقی تعلیم کے پابند تھے مگر آج جب کہ تعلیم موجود ہے اور لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اسلام سے کچھ واقفیت نہیں۔ آج کل لوگ اپنی قوم کی جہالت کا ذکر منبروں پر کھڑے ہو کر کریں گے اور اس بات کا رونا روئیں گے کہ مسلمان تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے مگر علم دین میں وہ بھی ایسے ہی جاہل ہوں گے جیسے دوسرے۔ نہ کبھی انہوں نے قرآن کو ہاتھ لگایا نہ دوسروں نے۔ اور جب قرآن کو کبھی انہوں نے دیکھا ہی نہیں تو دینی علم سے وہ کس طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ بے شک قرآن میں بڑے زبردست دلائل ہیں لیکن جب تک کوئی اسے نہ دیکھے نہ اس پر غور کرے اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کے پاس بہتر سے بہتر دوائی ہو مگر وہ اسے استعمال نہ کرے تو کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ ملیریا کے لئے کونین بہت حد تک مفید ہوتی ہے لیکن اگر کوئی کونین کھائے ہی نہ تو اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کسی کے پاس پانی کی بوتل موجود ہو مگر وہ اسے استعمال نہ کرے تو ضرور جنگل میں پیاسا مر جائے گا۔ اسی طرح قرآن موجود ہے اس میں دلائل اور براہین موجود ہیں مگر جب مسلمان اس پر غور ہی نہیں کرتے تو انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے وہ تو دوسروں کی نسبت زیادہ مجرم ہیں۔ اگر ایک ایسا شخص ننگا پھرتا ہے جسکے پاس کوئی کپڑا نہیں تو وہ بھی مجرم ہے اسے چاہئے ایسی حالت میں لوگوں کے سامنے نہ پھرے جب تک کپڑا حاصل کر کے نہ پہن لے لیکن اگر ایک شخص کندھے پر کپڑا ڈال کر ننگا پھرے تو اس کا جرم بہت بڑا ہو گا۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جس کے پاس کھانا موجود ہو اور پھر وہ نہ کھائے اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ پس وہ لوگ جن کے

پاس ایسی کتاب نہیں جو دلیل اور برہان اور حجت رکھتی ہو وہ اگر تباہ و برباد ہوں تو ان پر بھی افسوس ہو گا مگر ان پر اتنا الزام عائد نہیں ہو گا جتنا ان پر جن کے پاس دلائل اور براہین رکھنے والی کتاب تھی مگر انہوں نے اسے کھول کر نہ دیکھا اور وہ روحانی لحاظ سے ننگے' پیاسے اور بھوکے رہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو تمہارے پاس خدا کی طرف سے کھلی دلیل آگئی ہے اس کتاب کو کھول کر دیکھ لو ہر ضروری چیز اس کے اندر ہو گی۔ کوئی روحانی' اخلاقی اور تمدنی مسئلہ لے لو وہ قرآن میں موجود ہو گا اور اس کے دلائل دیئے گئے ہوں گے۔ پھر باریک در باریک تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس زمانہ کی ترقیات کی پیش گوئیاں اس میں موجود ہیں اور اگر کوئی قرآن کریم پر غور کرے تو اس کا ایمان بہت ترقی کر سکتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمان اس پر غور نہیں کرتے۔ ایک مصری عالم نے لکھا ہے اس زمانہ میں قرآن کا مصرف صرف یہ رہ گیا ہے کہ جھوٹی قسمیں کھائی جائیں' مُردوں پر پڑھا جائے یا غلاف پہنا کر طاق میں رکھ دیا جائے۔ گویا قرآن کریم زندوں کے لئے نہیں مُردوں کے لئے ہے یا قسمیں کھانے کے لئے ہے ایسی حالت میں اگر مسلمان قرآن سے ناواقف نہ رہیں تو اور کیا ہو۔

دوسری بات خدا تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ قرآن میں دلیل ہی بیان نہیں کی گئی بلکہ اسے نور مبین بنایا ہے۔ یعنی ایسا نور بنایا ہے جو رستہ دکھاتا ہے۔ یہ نور کیا ہے وہی ہے جیسے سرچ لائٹ ہوتی ہے۔ سمندر میں چٹانوں پر روشنی کی جاتی ہے تاکہ آنے جانے والے جہازوں کو راستہ کا پتہ لگتا رہے۔ پس نور مبین کے یہ معنی ہیں کہ وہ نور جو صحیح رستہ بتاتا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن عقلی تسلی ہی نہیں دیتا دلائل کی ساتھ یہی نہیں بتاتا کہ خدا ہے' نبی آتے ہیں' فرشتے موجود ہیں' مرنے کے بعد زندگی ہے بلکہ ایسے رستے بھی بتاتا ہے جن پر چل کر خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جاتا اور انسان تباہی سے بچ جاتا ہے۔ قرآن روحانی لحاظ سے سرچ لائٹ ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ ادھر چٹان ہے۔ اگر ٹکراؤ گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ ادھر سیدھا راستہ ہے اگر اس پر چلو گے تو منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے پس قرآن عمل کے لئے سیدھا طریق پیش کرتا ہے اور اسلام کو حقیقی طور پر ماننے والا دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ہی خوش نہیں ہوتا بلکہ اپنے ضمیر کے سامنے بھی خوش ہوتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو کسی ہندو یا دیگر مذاہب کے آدمی کے پاس جائے اور قرآن نے جو دلائل دیئے ہیں ان سے کام لے کر کامیاب ہو جائے تو وہ خوش ہو گا۔ اور یہ خوشی دوسروں کے مقابلہ میں اسے حاصل ہو گی مگر وہ اپنے آپ میں اسی

وقت خوش ہو سکتا ہے جب خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا اسے رستہ معلوم ہو جائے۔ پس قرآن نہ صرف غیروں کے سامنے خوش ہونے کے سامان اپنے ماننے والوں کے لئے مہیا کرتا ہے بلکہ وہ رستہ بھی بتاتا ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جو قرآن کو نہ دیکھے' نہ پڑھے وہ نہ برہان سے واقف ہو سکتا ہے اور نہ نور مبین سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ تعلیم یافتہ تھے مگر کہتے تھے قرآن کا سمجھنا مشکل ہے اس لئے نہیں پڑھتے۔ مگر معلوم ہونا چاہئے خدا تعالیٰ نے قرآن کو نہایت آسان بنایا ہے۔ قرآن دراصل کئی جلوے رکھتا ہے ایک وہ جلوہ ہے جو عام لوگوں کے لئے ہے اس سے بڑھ کر ان کے لئے جو عالم ہوں پھر ان کے لئے جو عارف ہوں پھر ان کے لئے جو سالک ہوں اسی طرح ترقی ہوتی جاتی ہے۔ بے شک قرآن کے بڑے بڑے مطالب اور نکات تقویٰ اور معرفت سے وابستہ ہیں۔ مگر قرآن کا ایسا جلوہ بھی ہے جو ہر انسان کے لئے ہے اور جوں جوں انسان غور کرتا ہے اس کے لئے زیادہ سے زیادہ جلوہ نمائی ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ صحیح نہیں ہے کہ قرآن سمجھ میں نہیں آتا اگر سب لوگوں کے سمجھنے کے لئے قرآن نہ ہوتا تو اس میں یَاَیُّھَا النَّاسُ نہ آتا۔ بلکہ یَاَیُّھَا الْعُلَمَاءُ یا یَاَیُّھَا الْفُقَھَاءُ آتا۔ یہی آیت دیکھ لو۔ اس میں آتا ہے یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں غیر مسلموں کو بھی مخاطب کیا ہے۔ اب اگر قرآن کو نہ ماننے والے بھی اس کی باتوں کو سمجھ سکتے ہیں تو پھر ماننے والے کیوں نہیں سمجھ سکتے۔ مسلمانوں کی ساری تباہی کی وجہ یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم قرآن نہیں سمجھ سکتے حالانکہ عرب کے لوگوں نے جس وقت قرآن کو سمجھا اس وقت کی نسبت اب مسلمانوں میں تعلیم بہت زیادہ ہے۔ اور تعلیم کی ترقی کر جانے کی وجہ سے آج کل کے جاہل بھی اس زمانہ کے جاہلوں کی نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں سے سن سنا کر بہت سی باتیں جو اب نکلی ہیں معلوم کر لیتے ہیں۔ جیسے طاعون کا کیڑا ہے۔ لاکھوں انسان ایسے ہیں جو ایک لفظ بھی نہیں پڑھے ہوئے مگر انہیں معلوم ہے کہ طاعون کا کیڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح زمین کا گول ہونا انہیں معلوم ہے۔ پرانے زمانے میں یہ باتیں بڑے بڑے عالموں کو بھی معلوم نہ تھیں۔ پس اگر عرب کے جاہل قرآن کو سمجھ سکتے تھے تو آج کل کے لوگ کیوں نہیں سمجھ سکتے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن کریم کو پڑھے۔ اگر عربی نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے۔ عربی جاننے والوں پر قرآن کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں۔ مگر یہ مشہور بات ہے

کہ جو ساری چیز نہ حاصل کر سکے اسے تھوڑی نہیں چھوڑ دینی چاہئے۔ کیا ایک شخص جو جنگل میں بھوکا پڑا ہو اسے ایک روٹی ملے تو اسے اس لئے چھوڑ دینی چاہے کہ اس سے اس کی ساری بھوک دور نہ ہو گی۔ پس جتنا کوئی پڑھ سکتا ہو پڑھ لے اور اگر خود نہ پڑھ سکتا ہو تو محلہ میں جو قرآن جانتا ہو اس سے پڑھ لینا چاہئے۔ جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھے گا اور اس پر غور کرے گا تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔

پس مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ جب تک مسلمان اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے کامیاب نہیں ہوں گے۔ کہا جاتا ہے کہ دوسری قومیں جو قرآن کو نہیں مانتیں وہ ترقی کر رہی ہیں پھر مسلمان کیوں ترقی نہیں کر سکتے۔ بے شک عیسائی اور ہندو اور دوسری قومیں ترقی کر سکتی ہیں لیکن مسلمان قرآن کو چھوڑ کر ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اس بات پر ذرا بھی غور کرے تو اسے اس کی وجہ معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ ہمیشہ دنیا کو ہدایت دینے کے لئے قائم رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اگر قرآن کو خدا کی کتاب ماننے والے بھی اس کو چھوڑ کر ترقی کر سکیں تو پھر کوئی قرآن کو نہ مانے گا۔ پس قرآن کی طرف مسلمانوں کو متوجہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی ترقی کا انحصار قرآن کریم پر ہو۔ اگر عیسائی دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں تو انہیں ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے جو کوئی کوشش کرتا ہے اسے ہم دیتے ہیں۔ مگر مسلمان اگر قرآن کو چھوڑ کر کوشش کریں تو ان پر ہلاکت اور تباہی نازل کی جاتی ہے تاکہ ان کو محسوس ہو کہ یہ قرآن کو چھوڑنے کی سزا ہے اور انہیں توجہ پیدا ہو کہ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو انسان اپنے بچے سے اور رنگ میں سلوک کرتا ہے اور غیر کے بچے سے اور طریق سے۔ اگر کوئی اپنا آدمی بدتہذیبی سے کلام کرے گا تو ہم فوراً اسے ڈانٹیں گے۔ لیکن اگر کوئی عیسائی یا ہندو یہ کہے گا کہ میں قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتا تو اس پر ناراض نہیں ہوں گے کیونکہ اس کا عقیدہ یہی ہے۔ پس مسلمان جب تک قرآن پر عمل نہ کریں ترقی نہیں کر سکتے۔ آج اگر مسلمان کہلانے والے قرآن کا انکار کر دیں تو وہ دنیاوی طور پر کوشش کرنے سے اس طرح ترقی کر سکتے ہیں جس طرح غیر مسلم اقوام کر رہی ہیں۔ لیکن جب تک وہ قرآن سے وابستہ ہیں اور قرآن کو خدا کا کلام ماننے کے دعویدار ہیں اسے چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتے۔ اگر مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں گے تو خدا تعالیٰ کوئی اور قوم کھڑی کر دے گا

جو قرآن کو مان کر ترقی کرے گی۔ مگر مسلمان کہلا کر قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام مان کر پھر جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا ترقی حاصل نہ ہو گی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ قرآن کریم کے پڑھنے اس کے مطالب سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس نے مسلمانوں کو جہاں ایسی کتاب دی جس کے متعلق منکر بھی خواہش رکھتے تھے کہ کاش ایسی کتاب ہماری ہوتی وہاں مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور انہیں سمجھ دے کہ یہ ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ ذرا بھی انسان اس کی طرف توجہ کرے تو اس میں اس طرح محو ہو جاتا ہے جس طرح کوئی مست ہو جاتا ہے۔

(الفضل ۱۳/ جولائی ۱۹۲۸ء)

۱۔ مسلم کتاب القدر باب کل مولود یولد علی الفطرۃ۔